اسلامی قانون (فقہ) اور جدید ریاستی قانون کی تعمیر و تشکیل کی عملی صورتیں: حلاق کے نظریات کا تنقیدی جائزہ

Practical Forms of the Construction and Formation of Islamic Law (Fiqh) and Modern State Law: A Critical Study of Hallaq's Theories

عبد الباسط*

محمد سلیمان**

Abstract

This article presents a critical analysis of Islamic law (fiqh) and the formation of modern state law, with particular reference to the thought of Wael Hallaq. Whereas Greek philosophers such as Plato and Aristotle conceived ideal states that remained confined to theory, the Prophetic era and the rightly guided Caliphate (al-Khilāfah al-Rāshidah) established a practical state system grounded in justice, equality, and consultation (shūrā). Hallaq's notion of the "Impossible State" mirrors the utopian projects of earlier philosophers, denying the possibility of a viable Islamic state within the framework of modernity. While his critique of Orientalism, colonialism, and modernity is valuable, his reduction of Sharī'a to an evolving human juristic construct is problematic. From an Islamic perspective, Sharī'a is revealed, comprehensive, and permanent. This study highlights that the positivistic law of the modern nation-state, with its division into public and private law, cannot be reconciled with the divine framework of Islamic law. It argues that contemporary Muslim societies must overcome colonial legacies by reviving Qur'ān- and Sunnah-based strategies. On the state level, this includes reviving brotherhood (muwākhāt), covenants (mīthāq), rule of law and justice, and the struggle (jihād) for rights; on the societal level, it involves moral awakening through enjoining good and forbidding evil (amr bi'l-ma'rūf wa nahy 'an al-munkar). The article concludes that the authentic model of an Islamic state already existed in the Prophetic and early caliphal period, offering a practical and sustainable alternative for the modern age.

Keywords: Islamic Law; Sharī'a, Fiqh, Modern State, Nation-State, Wael Hallaq, Impossible State, Orientalism, Colonialism, Justice, Prophetic Model, Khilāfah Rāshidah

* ڈائریکٹر، الرضا کلیات اسلامیہ، شعبہ علوم اسلامیہ، ورچوئل یونیورسٹی آف پاکستان، ملتان کیمپس۔

** مدیر، ہمدرد ایجوکیشنل سنٹر، لاہور / ایم فل سکالر، ایجوکیشن یونیورسٹی، لاہور۔

ریاست اور سیاست انسانی تہذیب کے بنیادی مباحث میں شامل ہیں۔ یونانی فلسفیوں خصوصاً افلاطون اور ارسطو نے ایک "مثالی ریاست (Ideal State)" کا خواب دیکھا تھا، جسے وہ عقل و فلسفہ کی روشنی میں ممکن بنانا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے نظریات کتابی اور خیالی حد تک محدود رہے۔ اس کے برعکس عہدِ اسلام میں، بالخصوص عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں، ایک ایسا عملی سیاسی و ریاستی نظام وجود میں آیا جس نے نظریہ کو حقیقت کا روپ دیا۔

افلاطون اور ارسطو کی مثالی ریاست:

افلاطون نے اپنی کتاب الجمہوریہ (Republic) میں ایک ایسی مثالی ریاست کا تصور پیش کیا جس کی اساس عدل و انصاف پر ہو، جہاں حکمران فلسفی بادشاہ ہو، اور طبقات کی تقسیم علم و عقل کی بنیاد پر ہو۔[1] لیکن یہ نظام انسانی کمزوریوں، حرص و ہوس اور عملی زندگی کی پیچیدگیوں کی وجہ سے خیالی ہی رہا۔ اسی طرح **ارسطو** نے بھی اپنی کتاب (Politics) میں عملی پہلوؤں پر زیادہ زور دیا اور متوسط طبقے پر مبنی معتدل جمہوری ریاست کا نظریہ پیش کیا۔[2] اس نے کہا کہ انسان "مدنی الطبع" ہے اور ریاست فطری ادارہ ہے۔ تاہم، غلامی، خواتین کی کم حیثیت اور جمہوریت کی محدود تعریف اس کے نظریے کو ادھورا بنا دیتی ہے۔

عہدِ اسلام میں تعبیر:

اسلام نے مثالی ریاست کا تصور صرف خواب یا فلسفیانہ خیال کی صورت میں نہیں رکھا بلکہ اسے حقیقت میں ڈھالا جب عہدِ نبوی ﷺ میں **ریاستِ مدینہ کی بنیاد پڑی** اور قرآن و سنت کی بنیاد پر عدل، مساوات اور شوریٰ کے نظام پر قبائلی و لسانی تقسیم کو ختم کرکے ایک وحدتِ اُمت قائم ہوئی۔ جس میں حقوقِ انسانی، مذہبی آزادی اور اقلیتوں کے تحفظ کی ضمانت دی گئی۔[3] اگلے مرحلے میں **خلافتِ راشدہ** کا نظام اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔ جب خلفائے راشدین نے شوریٰ، بیت المال کی شفافیت، عدلیہ کی خودمختاری، حکمران کی

---

[1] افلاطون، "Republic" اردو ترجمہ بنام "ریاست" از ڈاکٹر ذاکر حسین، (لاہور: فکشن ہاوس، بک سٹریٹ 68، مزنگ روڈ)۔

[2] ارسطو، "Politics" اردو ترجمہ بنام "مثالی ریاست" از امجد محمود، (لاہور: بک ہوم، بک سٹریٹ 46، مزنگ روڈ)۔

[3] طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، انسانی حقوق کا عالمی چارٹر: خطبہ حجۃ الوداع، (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز)۔

جواب دہی اور رعایا کے مساوی حقوق جیسے اصولوں پر مثالی ریاست کو عملی جامہ پہنایا۔[4] یہ نظام افلاطون وارسطو کے خواب سے زیادہ مکمل اور حقیقت پسندانہ تھا۔ کیونکہ اس کی بنیاد وحی کے طے کردہ فطری اصولوں پر تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلام نے بطور سیاسی ودینی قوت کے ایک بہتر معاشرے کی تشکیل اور عدل پر مبنی معاشی نظام کو پروان چڑھایا۔ خلافت راشدہ کے بعد اگرچہ شخصی کمزوریوں کے سبب ہر شعبہ میں چیلنجز پیدا ہوئے تاہم اہل علم نے سماج کی اصولی تشکیل پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا[5] اور اسی وجہ سے بیسیویں صدی تک کسی نہ کسی شکل میں اسلامی نظام نے بطور سیاسی قوت دنیا میں اپنا اثر برقرار رکھا۔ بیسیویں صدی میں نیو ورڈ آرڈر سے قومی ریاستوں کا ظہور نئے دور کی بنیاد بنا جس کا بیج تو مارٹن لوتھر کی تحریک اصلاح کلیسا نے سولہویں صدی میں بویا[6] فصل جدیدیت کے علمبرداروں نے انیسویں اور بیسویں صدی میں کاٹی۔[7] اکیسویں صدی میں مغربی مفکر وائل حلاق کو پھر ایک خیالی ریاست کا فلسفہ سوجھا جو "ناممکن ریاست" کے جدید بیانیے کی شکل میں ظاہر ہوا۔[8] حلاق کی یہ یوٹوپیکل تھیوری، جدید مغربی فلاسفہ کے ساتھ ساتھ قدیم فلاسفہ افلاطون اور ارسطو کے خیالات کی نئی شکل معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ اسلامی ریاست کا مسئلہ ریاست کا سٹرکچر نہیں۔ بلکہ نظریہ اور جماعت ہے۔ میری نظر میں یونانی فلسفیوں نے مثالی ریاست کا خواب ضرور دیکھا، مگر اسلام نے اسے حقیقت کا روپ دیا۔ عہد نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں جو سیاسی و ریاستی ڈھانچہ قائم ہوا وہ تاریخ انسانی کی واحد عملی اور کامیاب "مثالی ریاست" ہے۔ آج بھی مسلمان مفکرین وماہرین سیاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس تعبیر کو جدید حالات میں بروئے کار لائیں اور "ناممکن ریاست" کے مغربی بیانیے کو چیلنج کریں۔ جدید ریاست کی تاریخ کا آغاز ہم قومی خود مختیار ریاستوں سے کرتے ہیں ۔ ہمارے نزدیک مارٹن لوتھر کی اصلاحی تحریک سے اس کی بنیاد پڑی اور یورپ میں مختلف انقلابی تحریکیں پروان چڑھیں۔ جن کے ادوار کی تاریخ ترتیب حسب ذیل ہے:

---

4 ندوی، معین الدین، تاریخ اسلام، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، غزنی سٹریٹ) ۔

5 شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، مترجم مولنا عبد السلام، (کراچی: فاروقی قدیمی کتب خانہ آرام باغ)۔

6 Abdul Basit, Doctor, *Intellectual similarities between ancient and modern opponents of Islam in the Quranic context (Special Study of Hallaq's Thoughts*), acta islamica, V.11, Issue.1

7 حسن عسکری، جدیدیت، (لاہور: ادارہ فروغ اسلام، اکتوبر ۱۹۹۷ء)۔

8 Hallaq, W. B. (2013). *The impossible state: Islam, politics, and modernity's moral predicament*. Columbia University Press.

Sr#	Name	Century
1.	Colonialism	15th (1400-1499)
2.	Enlightenment	17th (1600-1699)
3.	French Revolution	18th (1700-1799)
4.	Capitalism	19th (1800-1899)
5.	Socialism	19th (1800-1899)
6.	Industrialization	19th (1800-1899)
7.	Secularism	19th (1800-1899)
8.	Modernism	19th (1800-1899)
9.	Post-Modernism	20th (1900-1999)
10.	Globalization	20-21st (2000-2024) Onword

مذکورہ بالا ادوار میں معرض وجود میں آنیوالے تمام نظریات باہم مربوط ہیں۔ حلاق انہیں ایک فٹبال سے تشبیہ دیتے ہیں۔[9] جس کی تصوراتی شکل حسب ذیل ہے:

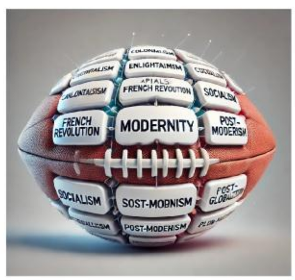

[9] What is Sharia? Part 1 of 3: The Ethical Structure | Speaker: Dr. Wael Hallaq: https://www.youtube.com/watch?v=EGAxA7qqsSM , Dated: October 10, 2025. Time: 11:00 AM.

A Critique of Modernity: The State and its Forms of Knowledge | Wael Hallaq: https://www.youtube.com/playlist?list=PLg_sc8wcf6k8maFgdDbKZy8QFU2Dsbxyn , Dated: August 12, 2025. Time: 10:00 AM.

Sharia Law, the State & Modernity's Moral Predicament | Wael Hallaq: https://www.youtube.com/watch?v=sKyy-BHkZFs , Dated: March 25, 2025. Time: 11:00 AM.

وائل حلاق: الدولة والحرية وكيف تفكك المجتمع | بودكاست فنجان:
https://www.youtube.com/watch?v=bwi8SZLFe2U&t=1532s , Dated: June 17, 2024. Time: 2:00 PM.

ہماری رائے میں وائل حلاق کی فکر کو دو بنیادوں پر زیر بحث لایا جا سکتا ہے ایک طرف اس کی فکر کی وہ جہت ہے جس میں حلاق سے بنیادی اختلاف ہے اور دوسری طرف وہ جہت ہے جس میں حلاق سے اتفاق ہے اختلاف دو حوالوں سے ہے ایک تو شریعت کے معنی و مفہوم اور اس کی تشریح و تعبیر اور اس کی تفصیلات وار تقائی تصورات کے سلسلہ میں اختلاف ہے دوسرا جدید ریاست کی اسلامائزیشن یا شریعت کی نشاط ثانیہ کی تجاویز کے سلسلہ میں بھی حلاق سے بنیادی اختلاف ہے جبکہ استشراق پر نقد، جدیدیت / استعماریت اور جدید ریاست پر نقد کے سلسلہ میں وائل حلاق سے اتفاق ہے۔ جدید قومی ریاست کی باضابطہ تشکیل امریکی ایجنڈے پر ہوئی اور اس کی بنیاد حق خود ارادیت کے فلسفہ پر تھی۔ جدید قومی ریاستوں میں پبلک لا اور پرائیویٹ لا، قانون کی دو الگ الگ صورتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ اور ریاست کے پازیٹویسٹ لا کی بنیاد پڑی۔ جس بنیاد پر اخلاقی قانون کو ریاستی قوانین سے خارج کر دیا گیا اور ماضی کی مسلم حکومتوں / سلطنتوں اور خلافتوں میں کبھی بھی پبلک اور پرائیویٹ لا الگ الگ اس بنیاد پر نہیں رہے کہ ریاستی قوانین محض پبلک لا تک محدود رہے ہوں وائل حلاق اس سلسلہ میں جدید ریاست پر نقد کرنے اور اسلامی قانون کی تحسین پیش کرنے پر حق بجانب ہیں۔[10] نیز وہ اسلامی قانون کو زندگی کے تمام شعبہ جات سے وابستہ قرار دیتے ہیں۔[11] جس کی تصوراتی شکل حسب ذیل ہے:

---

[10] Hallaq, W. B. (2013). *The impossible state: Islam, politics, and modernity's moral predicament*. Columbia University Press.

[11] What is Sharia? Part 1 of 3: The Ethical Structure | Speaker: Dr. Wael Hallaq: https://www.youtube.com/watch?v=EGAxA7qqsSM , Dated: October 10, 2025. Time: 11:00 AM.

A Critique of Modernity: The State and its Forms of Knowledge | Wael Hallaq: https://www.youtube.com/playlist?list=PLg_sc8wcf6k8maFgdDbKZy8QFU2Dsbxyn , Dated: August 12, 2025. Time: 10:00 AM.

Sharia Law, the State & Modernity's Moral Predicament | Wael Hallaq: https://www.youtube.com/watch?v=sKyy-BHkZFs , Dated: March 25, 2025. Time: 11:00 AM.

وائل حلاق: الدولة والحرية وكيف تفكك المجتمع | بودكاست فنجان:

https://www.youtube.com/watch?v=bwi8SZLFe2U&t=1532s , Dated: June 17, 2024. Time: 2:00 PM.

Hallaq, W. B. (2009). *Sharīʿa: Theory, practice, transformations*, Cambridge University Press.

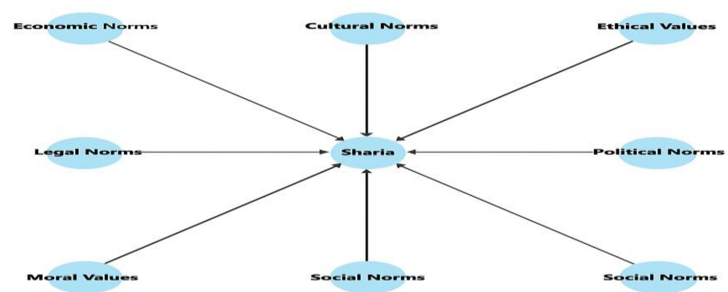

شریعت کی تعبیر و تشریح:

وائل حلاق شریعت کا جزوی مفہوم لیتے ہیں جس میں محض فقہ شامل ہے یعنی یہ ایک ایسا عمل ہے جو انسانی تدبر و تفکر سے پروان چڑھتا ہے۔ اس تصور میں شریعت کو انسانی اجتہاد اور قانونی ڈھانچوں کا ارتقائی عمل قرار دیا جاتا ہے۔[12] جبکہ شریعت کا کلی مفہوم یہ ہے کہ شریعت ہمہ قسمی احکام خداوندی اور الہامی رہنمائی کا منبع ہے۔ وہ شریعت کے جزوی مفہوم کو لے کر عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تاحال ایک جامع اور زندہ قانون کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں وہ اسلامی قانون کی الہامی حیثیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اسلامی قانون کی تدریج وارتقاء:

وائل حلاق اسلامی قانون کو ایک **ارتقائی اور تدریجی عمل** کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ قانون انسانی فکر و اجتہاد کے ساتھ ساتھ بدلتے ہوئے سماجی و سیاسی حالات کے زیرِ اثر تشکیل پاتا رہا ہے۔ اس کے مطابق

[12] Wael B.Hallaq, History of Islamic Legal Theories, Cambridge University Press / Hallaq, W. B. (2009). *Sharīʿa: Theory, practice, transformations*, (Cambridge University Press).

شریعت کو صرف فقہ کے ارتقاء کے برابر سمجھا جاتا ہے۔[13] **جبکہ اسلامی تصور یہ ہے کہ فقہ یقیناً تدریجی اور انسانی اجتہاد سے وجود پذیر ہوا، مگر شریعت اپنی اصل میں الہامی، جامع اور دائمی ہے۔ یوں بنیادی اختلاف اس امر پر ہے کہ آیا شریعت کو وحی الٰہی پر مبنی جامع نظام سمجھا جائے یا صرف انسانی تدبر کا ارتقائی قانونی ڈھانچہ۔ وائل حلاق کی فکر میں درج ذیل چار اصطلاحات انتہائی اہمیت کی حامل ہیں:**

- Socio-cultural
- Socio-political
- Essential attributes
- Accidental attributes

مذکورہ بالا اصطلاحات کی تفصیلات "Sharīʿa: Theory, practice, transformations" اور "The origins and evolution of Islamic law" کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ حلاق شریعت (فقہ) کو انسانی تدبر کا ارتقائی قانونی ڈھانچہ قرار دیتے ہیں۔

اسلامی قانون کے ماخذ و مصادر کی حیثیت:

فقہی کتب میں مصادرِ شرع کی جو تفصیلات ملتی ہیں، وائل حلاق بھی انہی کی بنیاد پر اسلامی قانون کے بنیادی ماخذات کو بیان کرتا ہے۔ ان کے نزدیک سب سے پہلا اور بنیادی ماخذ **قرآن** ہے جو شریعت کی اساس اور مرکزی حوالہ ہے۔[14] اس کے بعد وہ **حدیث، سنت اور سیرتِ نبوی ﷺ** کو ایسے مصادر کے طور پر پیش کرتے ہیں جن سے عملی احکام اور قانونی اصول اخذ کیے گئے۔[15] مزید بر آں، وہ فقہاء کی آراء اور اجتہادات کے نتیجے میں وجود پذیر ہونے والے **اجماع** کو بھی ایک مستقل مصدرِ قانون کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ تمام مصادر فقہی ذخیرے میں متعین اور منظم صورت میں محفوظ ہیں اور ان ہی کی بنیاد پر اسلامی

---

[13] Hallaq, W. B. (2005). *The origins and evolution of Islamic law*, (Cambridge University Press).

[14] Wael B.Hallaq, Introduction to Islamic Law, (Cambridge University Press, Published), 2009.

[15] Hallaq, W. B. (2005). *The origins and evolution of Islamic law*. (Cambridge University Press).

قانون کی تشکیل و ارتقاء کا عمل آگے بڑھا۔[16] تاہم حلاق ان مصادر کو وحیِ الٰہی کے تناظر میں ایک حتمی اور الہامی بنیاد کی بجائے زیادہ تر فقہاء کی علمی جدوجہد اور تاریخی ارتقاء کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔[17]

جدید ریاستی قانون سے امتیاز:

جدید مغربی قانونی نظام میں پازیٹیوسٹک لا (Positivistic Law) کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جس میں قانون کو محض انسانی وضع کردہ اصولوں اور ریاستی اتھارٹی کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی تناظر میں قانون کو پبلک لا اور پرائیویٹ لا میں تقسیم کیا گیا ہے۔[18] وائل حلاق کے نزدیک یہ تقسیم اسلام کے قانونی ڈھانچے پر صادق نہیں آتی کیونکہ اسلامی قانون اپنی اصل میں وحیِ الٰہی اور جامع شریعت پر مبنی ہے، جو فرد اور اجتماع دونوں کے لیے یکساں ہدایت فراہم کرتا ہے۔

حلاق اس بات پر زور دیتے ہیں کہ استشراق نے اسلام کو سمجھنے کے لیے اپنی مغربی عینک استعمال کی۔ یہ عینک اسلام کو درست طور پر نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ وہ اپنے مفروضات کو مسلط کرتی تھی۔ اس کے مقابلے میں وہ یہ مؤقف پیش کرتے ہیں کہ اسلام کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے اسلامی لٹریچر اور تاریخی ارتقائی تشکیل کی روشنی میں دیکھا جائے۔[19] اس پہلو سے حلاق استشراقی مطالعے کی علمی بنیادوں پر سخت نقد کرتے ہیں اور اسے ایک گمراہ کن طریقِ کار قرار دیتے ہیں۔

---

[16] Wael B.Hallaq, History of Islamic Legal Theories, (Cambridge University Press, Published), 1997

[17] Hallaq, W. B. (2009). *Sharīʿa: Theory, practice, transformations*. (Cambridge University Press).

[18] مہدی مرادی برلیان، **دولت ممتنع:خوانش انتقادی نظریه امتناع دولت مدرن اسلامی حلّاق**، فصلنامه پژوهش حقوق عمومی، سال نوزدهم، شماره 85 ، بہار 1397،، 19(58), 81–112، https://doi.org/10.22054/qjpl.2018.15257.1358

Tahsin. Hamah-Saeed Shamsulddin,The Concept of Public Law in Wael B. Hallaq's Paradigm in Islamic Jurisprudence, Interdisciplinary *Studies in Society, Law, and Politics*, 2(4), 18–24. https://doi.org/10.61838/kman.isslp.2.4.4

[19] Hallaq, W. B. (2013). *The impossible state: Islam, politics, and modernity's moral predicament*. (Columbia: University Press).

جدیدیت اور استعمار نے ایسے نئے تصورات اور اصطلاحات پیدا کیے جو اسلام کے روایتی ڈھانچے سے مختلف تھے۔ ان میں Freedom،Citizen،Public Law اور Human Rights جیسی اصطلاحات شامل ہیں۔ یہ تصورات اپنے تاریخی و تہذیبی سیاق میں تشکیل پائے تھے لیکن جب انہیں اسلامی فکر پر منطبق کیا گیا تو شدید ابہام اور تضادات پیدا ہوئے۔ حلاق کے نزدیک مسلم معاشروں کو یہ تصورات بلا تنقید قبول کرنے کے بجائے ان کو سمجھنا، پرکھنا اور اپنی تہذیبی بنیادوں پر نئے متبادل تصورات تخلیق کرنا ضروری ہے۔[20]

وائل حلاق کے نزدیک جدید ریاست ایک نوآبادیاتی پیداوار ہے جس کی تشکیل جدیدیت کی وضع کردہ اصطلاحات اور استعماری قوتوں کے غلبے کے تحت ہوئی۔ وہ جدید ریاست کے پانچ خواص (Characteristics)بیان کرتے ہیں جو اسے اسلامی ریاستی تصور سے بنیادی طور پر مختلف بنا دیتے ہیں۔ ان میں بالخصوص قانونی خود مختاری، طاقت کی مرکزیت اور شہری و ریاست کے تعلق کی نوعیت شامل ہیں۔ دراصل برطانیہ نے کولونائزیشن کے ذریعے مسلم دنیا میں ریاستی ڈھانچوں کو متاثر کیا۔ امریکہ نے قومی ریاستوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ ان دونوں عوامل میں لسانیاتی و فکری سطح پر اورینٹلزم نے کردار ادا کیا جسے حلاق تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔[21]

مغرب میں مارٹن لوتھر کی تحریک کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہوا جس میں سوشلزم، کیپٹلزم اور جمہوری قومی ریاستوں کے نظریات پروان چڑھے۔ ان نظریات کی روشنی میں مغرب نے نئے تصورات پیدا کیے اور جب انہی تصورات کی روشنی میں اسلام کو پرکھا گیا تو اسلام کو "اصلاح" کے ایک پراجیکٹ کے طور پر پیش کیا گیا۔ یہی رویہ استشراق کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے مغربی تصورات کو سمجھے بغیر ان کو قبول یارد کرنا

---

[20] Ibid

[21] Hallaq, W. B. (2018). *Restating orientalism: A critique of modern knowledge*. Columbia University Press /Wael Hallaq: Re-Orienting Orientalism: Toward an Epistemology of Moral Responsibility:https://vimeo.com/149019309 / Wael Hallaq - Restating Orientalism - The Middle East at Cambridge - 08/2018, https://www.youtube.com/watch?v=oKSrHsY7MWo&t=294s , Dated: October 10, 2025. Time: 9:00 AM.
What is Post Orientalism? | Dr. Wael Hallaq
https://www.youtube.com/watch?v=klZ5yybdZJI&t=15s , Dated: July 21, 2025. Time: 3:00 PM.

شروع کر دیا۔ بعض مسلم مفکرین نے مغربی تصورات کو براہِ راست اسلامی تصورات بنانے کی کوشش کی۔ وائل حلاق اس رویے پر بھی تنقید کرتے ہیں اور زور دیتے ہیں کہ:

- مسلمان پہلے ان تصورات کو سمجھیں،
- پھر انہیں اسلامی تناظر میں ڈھالیں،
- اور جہاں ضرورت ہو نئے متبادل تصورات تخلیق کریں۔

حلاق کے نزدیک مغرب نے بھی "اصلاح" کا کام کیا، لیکن اصل محرک تہذیبی برتری اور قوت و غلبے کا حصول تھا۔ مغرب نے خود کو غالب اور برتر سمجھا اور اسی بنیاد پر دنیا کی دیگر تہذیبوں بالخصوص اسلامی تہذیب پر اپنی تعبیرات مسلط کرنے کی کوشش کی۔[22]

وائل حلاق کا نقد دو طرفہ ہے:

- وہ مغربی مفکرین کو باور کراتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کی تعبیرات ان کے استشراقی یا جدید تصورات کے مطابق نہیں سمجھی جا سکتیں بلکہ انہیں اسلامی تاریخی سیاق میں دیکھنا ہو گا۔
- وہ مسلم معاشروں کو بھی متوجہ کرتے ہیں کہ وہ مغربی تصورات کو اندھا دھند قبول کرنے کے بجائے انہیں پرکھیں اور اپنی تہذیبی اساس پر نئے تصورات تخلیق کریں۔

یوں حلاق جدیدیت، استعماریت اور استشراق تینوں پر ایک ہمہ جہت اور گہرا علمی نقد پیش کرتے ہیں۔ **دراصل** قومی ریاست (Nation-State) کا تصور بظاہر اینٹی کولونیل ایجنڈے کے تحت سامنے آیا لیکن اس کی جڑیں امریکی فکرِ خودارادیت میں پیوست ہیں۔ امریکہ نے یورپی سامراج کو چیلنج کرنے کے لیے **حقِ خودارادیت** کا بیانیہ دیا جس کے نتیجے میں کئی قومی ریاستیں وجود میں آئیں۔ تاہم یہ حقِ خودارادیت زیادہ تر **سیکولر بنیادوں** پر قائم تھا، نہ کہ مذہبی یا دینی بنیادوں پر۔ امریکہ نے پہلے **اینٹی کولونیل ڈسکورس** کے ذریعے یورپی سامراج کو چیلنج کیا اور اس سلسلے میں استشراق کو علمی مددگار بنایا تاکہ قومی ریاستوں کی تشکیل کی جا سکے۔ اب

[22] Ibid

وائل حلاق اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے decolonization of knowledge کے نام پر نیا علمی پروجیکٹ پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ پراجیکٹ "post-orientalism" کے تحت ایک ایسے گلوبل آرڈر کی راہ ہموار کرتا ہے جو دراصل امریکی بالادستی کا اگلا مرحلہ ہے۔[23]

حلاق نے استشراق اور جدیدیت پر درست تنقید کی ہے کہ مغرب نے اپنی عینک لگا کر اسلام کو سمجھا اور غلط تعبیرات پیدا کیں۔ وہ مسلم معاشروں کو خبردار کرتے ہیں کہ مغربی اصطلاحات و تصورات کو بغیر سمجھے قبول نہ کریں بلکہ اپنے تناظر میں نئے متبادل تصورات تخلیق کریں۔ تاہم جب وہ قومی ریاست اور جدید ریاست کے خلاف نقد پیش کرتے ہیں اور ایک نئے مرکزی و اجتماعی نظم (post-orientalism project) کی بات کرتے ہیں تو یہ دراصل امریکی ایجنڈے کے اگلے مرحلے یعنی گلوبل آرڈر کے لیے فکری جواز فراہم کرتا ہے۔

جدید ریاستی و قانونی مسائل کے حل کی تجاویز

جدید دور کے ریاستی اور قانونی مسائل کو حل کرنے کے لیے ہمیں دو سطحوں پر کام کرنا ہوگا:

(1) فکری اصلاحات؛ اور (2) عملی حکمتِ عملی جو ریاستی اور عوامی بنیادوں پر عمل میں لائی جائے۔

ذیل میں دونوں سطحوں کے تحت جامع تجاویز دی گئی ہیں۔

حلاق کی فکر کے مطابق چار کام انتہائی اہم ہیں:

- Technologies of self
- Decolonization of knowledge
- Development of Terminologies
- Collective effort

مذکورہ بالا اصطلاحات کی تفہیم کے لیے "The impossible state: Islam, politics, and modernity's moral predicament" اور وائل حلاق کے ویڈیو لیکچرز بہت مفید ہیں۔ ہم وائل حلاق کے مجوزہ مذکورہ بالا چار عوامل سے مکمل اتفاق نہیں کرتے بلکہ ہماری رائے میں مسلم امت کے

[23] Ibid

کرنے کے دو کام ہیں۔ ایک کام ریاستی سطح پر کرنے کا ہے جس کے چار اہم اقدامات ہیں جبکہ دوسرا کام عوامی سطح پر کرنے کا ہے۔ ان کا تعارف حسب ذیل ہے، ان کی تفصیل بھی آئندہ ابحاث میں آئے گی:

ریاستی بنیاد پر کیے جانیوالے چار اہم کام:

ان امور کا بنیادی مقصد ستعماری/نو آبادیاتی اثرات سے نجات اور ریاستی ساخت کو اسلامی مفاد کے مطابق ترتیب دینا ہے۔ اس کی چار ممکنہ صورتیں حسب ذیل ہیں:

1. **مواخات:**

مواخات مدینہ کے نبوی مشن کو عصری تناظر میں آگے بڑھایا جائے۔ ایسے آئینی معاہدات (مذہبی/قومی میثاق) جو قوم کے اندر اتحاد و اشتراک کو یقینی بنائیں۔ انہیں فروغ دیا جائے۔ قومی سطح سے بین الاقوامی سطح کی طرف بتدریج اقدامات اٹھائے جائیں۔

2. **میثاق:**

میثاق مدینہ کے نبوی مشن کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرکے راہ عمل طے کی جائے۔ نیز یہ عمل بھی قومی سطح سے بین الاقوامی سطح کی طرف بڑھانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس میثاق میں مقامی روایات اور فرقہ وارانہ حساسیتوں کا بھی خیال رکھا جائے۔

3. **قانون کی حکمرانی یعنی عدل کا قیام:**

قرآن وسنت، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، اور سیرت صحابہ علیہم الرضوان سے درس لیتے ہوئے عصری تناظر میں عدل کے قیام کو یقینی بنایا جائے۔ یعنی عدالتی آزادئیت، شفاف عدالتی طریقہ کار اور قانونی اصلاحات کے ذریعے عوام کا اعتماد بحال کیا جائے۔ قوانین کو غیر جانبدار، عوامی مفاد کا تحفظ کرنے والے اور شریعت کے عمومی اصولوں سے متفق رکھا جائے۔

4. جہاد کا فروغ:

ابتدائی سطح پر مفاہمتِ عوامی وسیاسی حقوق کے تحفظ کی جدوجہد کو فروغ دیا جائے۔ اقتصادی استحصال، ناانصافی سے نجات اور اجتہادی سماجی حقوق کے لیے منظم جدوجہد بھی اس میں شامل ہے۔ یہ جدوجہد قانون اور اخلاقی دائرے میں ادارہ جاتی اصلاح، شعور افزائی اور اجتماعی مزاحمت کے ذریعے قومی سے بین الاقوامی سطح پر ہو۔ اجتماعی مزاحمت کی ابتدائی شکل کو ظلم واستبداد، فتنہ وفساد اور معاشی استحصال سے نجات اور سیاسی حقوق کے تحفظ کے لیے عملی جہاد کی انتہائی شکل دینے کا امکان بھی پیش نظر رکھنا ہو گا۔ جو قومی وجغرافیائی ریاستی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح کا اصلاح کا پیغام ہو گا۔ ریاستی سطح پر یہ چاروں صورتیں ایک دوسرے کے متبادل نہیں بلکہ ایک دوسرے کے تکمیلی طریقے ہیں —حقیقت میں حکمتِ عملی میں ان کا متوازن امتزاج درکار ہو گا۔

عوامی بنیاد پر کیے جانیوالے اہم اقدامات:

ان کا مقصد ریاستی اصلاحات کے لیے معاشرتی بنیاد فراہم کرنا اور عملی اخلاقی رفتار کو فروغ دینا ہے۔ اس میں قرآن سے اخذ کردہ ایک اہم اصول شامل ہے جو امت وسط کی خاص پہچان ہے یعنی:

1) امر بالمعروف ونہی عن المنکر (مذہبی واخلاقی اذہان کی بیداری):

اس عمل سے عوامی تربیت، مساجد، مدارس اور سول سوسائٹی کے ذریعے اخلاقی شعور، سماجی ذمہ داری اور عدل پسندی کو فروغ دیا جائے۔ مقامی کمیونٹی لیڈرز اور مشائخ کو باہم مربوط کیا جائے تاکہ بیداری مؤثر اور متوازن طریقے سے پھیلے۔ ناصحانہ اخلاقیات کو قانون ساز اداروں کے ساتھ مربوط کرکے عوامی رویوں میں تبدیلی لائی جائے۔ اصلاحی وتربیتی تنظیمات کو مربوط و منظم، متحدہ محاذ کی صورت دی جائے۔

خلاصہ کلام:

جب ہم تاریخی تناظر میں یہ چیز سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم پر واضح ہوتا ہے کہ 1500 سال قبل عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو عالمگیر نظامہائے ریاست تھے وہ روم اور فارس کی دو عالمی طاقتوں کے قائم کردہ اصولوں پر تھے جو انسانی قوانین تھے اور جبر واستحصال ان کا خاصہ تھے۔ ان کے بالمقابل عدل وانصاف کا عالمی قانون نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے نظام اسلام کی صورت میں پیش کیا جو بالکل منفرد وممتاز حیثیت

کا حامل تھا۔ آپ عہد جاہلیت کے قوانین اور حکومتی نظاموں کا جائزہ لیں تو آپ کو واضح طور پر اسلام کے نظام حکومت کا دیگر نظاموں سے فرق نظر آئے گا۔اوریہی فرق ایک مثالی مسلم معاشرے کے قیام کی بنیاد بنا۔ ناصرف یہ تصوراتی یا خیالی چیز تھی بلکہ یہ ایک حقیقی عالمی نظام حق وانصاف کی قابل تقلید مثال تھی جس کے خواب آج کی جدید دنیا میں بھی دیکھے جارہے ہیں اور ہم وائل حلاق کی یوٹوپیکل تھیوری کو اسی سلسلہ کی ایک کڑی قرار دیتے ہیں۔ اوراس کا حل عملی بنیادوں پر قرآن وسنت کی جامع تعلیمات کی روشنی میں اخذ کرنے کے داعی ہیں۔ جس کے اہم پہلواس مضمون میں پیش کیے جاچکے ہیں۔